حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(قسط نمبر۱۴)

مولانا سمیع الحق اور مولانا حسن جان شہیدؒ کا سفر زاہدان

مولانا سمیع الحق مدظلہ کے خطاب کا بقیہ حصہ:

تہذیبوں کی جنگ: تہذیبوں کی جنگ کے نام پر اسلامی تہذیب کو مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بنیاد پرستی کے نام سے بھی ہمیں اپنے دین سے بیزار بنانے کا حربہ استعمال ہو رہا ہے۔ قرآن وسنت ہماری بنیادیں ہیں۔ اس وقت ساری قومیں اور امتیں بے بنیاد اور بے سند ہیں۔ بنیاد کا معنی ہے نسب معلوم ہونا۔ یہ بات تو قابل فخر ہے جس کا نسب معلوم ہو وہ حلالی ہوتا ہے اور اسکے مقابل جس کا نسب معلوم نہ ہو' بنیاد نہ ہو وہ حرامی ہے۔ لیکن الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق وہ حلالیوں پر طعنے لگا رہے ہیں کہ یہ بنیاد پرست ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے روح کو سلب کرنے کا حربہ:

درحقیقت کفر ہماری بنیادوں کو ہلانا اور مٹانا چاہتا ہے' اس بنیاد کا مظہر اسلامی تعلیمات' قرآن وسنت اور جہاد ہے۔ ان سب کے صفایا کرنے کا دشمن نے فیصلہ کیا ہے۔ خطرات ایران کے دروازے تک بھی پہنچ چکے ہیں لیکن ایرانی انقلاب کی بدولت آپ براہ راست حملے سے محفوظ ہیں۔ جبکہ دیگر اسلامی ممالک بشمول پاکستان' سعودی عرب' مصر اور شام کے انکا ہدف ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا پہلا وار اسلامی تعلیمات کے نظام کو یکسر بدل دینا اور اسکی اصل روح کو سلب کردینا ہے۔ مدارس انکا اولین ٹارگٹ ہے اور دوسرے نمبر پر دیگر عصری اداروں میں نصابوں سے اسلامی تعلیمات جو پہلے سے ان اداروں میں برائے نام اور کم تھے' نکالے جارہے ہیں۔ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کیلئے امریکہ نے چھ سو ملین ڈالرز صرف پاکستان کے مدارس کے سلسلے میں وقف کئے ہیں' مدارس میں جدید تعلیمات' سائنس وٹیکنالوجی کے نام سے اسلامی تعلیمات کی روح ختم کرنے کی کوشش شروع ہے

امت کے تشخص وحمیت کو خطرہ:

اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ ہماری ثقافت کو تباہ کیا جارہا ہے۔ آزادی کے نام پر بے حیائی کو پھیلایا جارہا ہے۔ دنیا بھر میں امت مسلمہ کے خلاف میڈیا بھی سرگرم عمل ہے' جو ایک جدید جنگی حربہ ہے۔ یہود چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھر گھر میں فحاشی وبے حیائی پہنچ جائے' اس کے نتیجہ میں امت کی تہذیب وثقافت دم توڑ بیٹھے۔ دوسری طرف ہمارے

حکمران سیکولر بننے پر فخر کرتے ہیں۔ مصطفیٰ کمال جیسا ملحد و بے دین ان کا آئیڈیل ہے۔ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ امت پر ایسا سخت وقت کبھی نہیں آیا جس سے اس کی تشخص وحمیت کو خطرہ لاحق ہوا ہو۔ بات لمبی ہوگئی ہے لیکن وقت کا تقاضا یہی ہے کہ دشمن کے ان حربوں کو سمجھایا جائے۔

صلیبیت کا حرب جدید:

ہمارے خلاف دوسرا بڑا حربہ مغرب کا غلط پروپیگنڈہ ہے۔ وہ ہمیں دنیا کے سامنے ایک غلط رنگ میں پیش کررہا ہے کہ مسلمان دہشتگرد ہیں' پوری دنیائے کفر کا میڈیا بیک آواز ٹیررازم کو مسلمانوں کے ساتھ باندھنے کی بکواس جاری رکھے ہوئے ہے۔ مسلمانوں کو ختم کرنے سے قبل دنیا کے سامنے وہ اتنے زور وشور سے مسلمانوں کا بھیانک نقشہ (ارھابیت کا) پیش کرنا چاہتا ہے' تاکہ مسلمانوں کے مقابل ساری قومیں ان کا ساتھ دے۔ اور سب یہ کہنے لگے کہ یہ امت تو واقعی بڑی خراب اور بری ہے۔ اس نقشے کو دیکھ کر سب کہیں گے کہ انہیں ختم کردو۔ صلیبی جنگوں میں یہ حربہ استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ یہ صلیبیت کا حرب جدید ہے کہ مسلمانوں کو اتنا بدنام اور مسخ کرکے پیش کرو کہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگے۔ اور پوری دنیا انہیں اپنا دشمن سمجھے۔

اسلام کی حقیقت اور روشن چہرے کا تحفظ: درحقیقت اسلام عدل وانصاف' سلامتی اور انسانیت کے تحفظ کا دین ہے۔ اسلام کا معنی سلامتی اور ایمان کا معنی امن ہے۔ ایمان اور اسلام کے مفہوم میں امن وسلامتی ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ایک روایت میں المسلم من سلمہ الناس بھی آیا ہے۔ مسلمان وہ ہے جس سے پوری بنی نوع انسانیت محفوظ ہو۔ اب اس حقیقت کو مسخ کرنے کیلئے انہوں نے ارھابیت کا الزام لگایا اور اس کاز میں پورا عالم کفر ان کے ساتھ کھڑا ہے۔ یہ بڑا شدید خطرہ ہے اس کا توڑ اشد ضروری ہے۔ الدین السمحۃ البیضاء اسلام کے روشن چہرے کا تحفظ وقت کا اہم تقاضا ہے۔

موجودہ صورتحال کی مثال یوں ہے کہ ایک گھر میں ہیروں اور جواہرات کا قیمتی خزانہ ہے اور اسکی حفاظت کیلئے باہر چوکیدار کھڑا ہے چور اس پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے چور اس چوکیدار کو ہٹائیں گے اور اس کیلئے وہ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ شور مچاتے ہیں کہ چور چور چور۔ لوگ آکر چوکیدار کو چور سمجھنے لگتے ہیں اور اسے بھگا دیتے ہے۔ اب چوکیدار نہ رہا تو چوروں کیلئے خزانے کے دروازے خود بخود کھل جائینگے۔ ایسی ہی صورتحال عالم اسلام کی ہے

"وحدت کا مقابلہ وحدت سے" ایران ان دنوں ہفتہ وحدت منارہا ہے اچھی بات ہے لیکن یہ جان لینا چاہئے کہ وحدت زبانی جمع خرچ اور باتوں سے نہیں آتا۔ ہمیں وحدت کا مقابلہ وحدت سے کرنا ہوگا۔ کافرقومیں بغیر کسی اعلان کے اپنے تمام اختلافات اور جھگڑے چھوڑ کر عملاً متحد ہو چکی ہیں۔ گزشتہ چودہ سو برس میں عالم کفر کا ایسا اتحاد سامنے نہیں آیا جیسا کہ اب ہے۔ اسلام اور کفر کی گزشتہ لڑائیوں میں کچھ نہ کچھ کافر ہمارے پشت پر بھی ہوتے۔ کچھ کافر

قوتیں غیر جانبدار بھی ہوتی ہیں۔ ماضی قریب میں روس ہمیں مٹا رہا تھا تو اس کے مدمقابل امریکہ ہمارا ساتھ دے رہا تھا۔ اسی طرح امریکہ اگر کسی کے خلاف اٹھتا تو روس اسکے مقابل انکے ساتھ کھڑا ہو جاتا ماضی بعید میں صلیبی جنگوں کے دوران تمام کافر ہمارے مقابل متحد اور اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔ کچھ ہمارے ساتھ بھی کھڑے تھے لیکن آج پورا عالم کفر یہودیت، عیسائیت، ہندو، اسرائیل، بھارت، امریکہ اور یورپین ممالک سب ایک ہو چکے ہیں نہ صرف یہ بلکہ مشرقی ممالک فار ایسٹ، جاپان، چین، تھائی لینڈ سب کے سب امریکہ کے ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اتنا بڑا وحدت کبھی ظہور میں نہیں آیا تھا اور پھر سب سے بڑی بدقسمتی یہ کہ ہمارے حکمرانوں کی اکثریت بھی اسی وحدت میں شامل ہیں اور وہ اسے عالمی کولیشن کا نام دیتے ہیں۔ ان حکمرانوں کو شرم آنی چاہئے مسلمان کافر کیساتھ کبھی اتحاد نہیں کر سکتا۔ اب کفر کے وحدت کا مقابلہ ہم وحدت ہی سے کر سکیں گے۔ وحدت کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنے اعتقادات اور فروعی اختلافات سے دستبردار ہو جائیں۔ یہ سب کچھ تو تاریخ سے چلا آرہا ہے وحدت یہ ہے کہ اس وقت ان جھگڑوں کو پیچھے ڈال دیں۔ پوری امت یکجہتی کے ساتھ بڑے دشمن کے مقابل ایک ہو جائیں۔ اور ثابت کریں کہ کوئی شیعہ ہے سنی ہے دیوبندی ہے بریلوی ہے مقلد ہے غیر مقلد ہے اسلامی مملکت کا جو بھی شہری ہے جس سیاسی پارٹی سے بھی اسکا تعلق ہے حزب اختلاف سے ہے یا حزب اقتدار سے ہے دشمن کے مقابلے میں سب امت واحدہ اور جسد واحدہ ہے ہمارے وجود کو مٹانے کی اسکیم شروع ہو چکی ہے۔ ہم پاکستان میں بھی باہمی اتحاد کی کوشش میں لگے ہیں دیکھیں اگر ہماری حکومتیں دینی مدارس کو مٹانے اور نصاب کو بدلنے کی کوشش کرینگی تو وہ اس سلسلے میں شیعہ، سنی، دیوبندی اور بریلوی کا کوئی فرق نہیں کرینگی۔ جس مکتب فکر سے بھی تعلق ہو انکی نگاہ اسلامی تعلیمات کی روح کو ختم کرنا ہے۔ میرا پیغام یہی ہے کہ امت پر سخت اور نازک وقت آیا ہے ہمیں ایک جسم کی مانند ایک ہونا پڑے گا تب ہی ان شاء اللہ ہم کفری وحدت کو توڑ سکیں گے ورنہ تو ہماری نجات کا کوئی راستہ نہیں۔ ایران میں ہم نے علماء کرام سے ملاقاتیں کیں مدارس دیکھے ان میں طلباء کی جم غفیر دیکھی اس سے ہمارا ایمان تازہ ہوا۔ یکجہتی اور محبت کی جو فضاء ہم نے دیکھی یہ ہمارے لئے ایک نمونہ ہے۔ پاکستان میں بھی الحمدللہ مسلمانوں میں یکجہتی ہیں۔ دشمن شیطان بیچ میں آکر تخریب کاری کرتا ہے۔ کبھی سنیوں کو مارتا ہے اور کبھی شیعوں کو مارتا ہے امید ہے ان شاء اللہ آپ لوگوں کا مستقبل اس ملک میں محفوظ ہوگا۔ آپکے ہاں مولانا عبدالحمید مدظلہ اور ان جیسے دیگر جید علمائے کرام کا ہونا انعام ربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اداروں کو قائم و دائم اور اپنی حفاظت میں رکھیں عالم اسلام کو عالم کفر کی شر سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔ و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

<u>براسان کے تفریحی مقام پر عشائیہ:</u> جلسے کے اختتام پر نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق رات کے کھانے کے لئے ہمیں مولانا عبدالحمید مدظلہ زاہدان سے باہر ایک مشہور تفریحی مقام براسان لے گئے۔ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے گوربن اور چشم زیارت سے ہو کر گزرے۔ براسان زاہدان اور گرد و نواح کے لوگوں کیلئے ایک

خوبصورت تفریح گاہ ہے' جہاں ایک بہت بڑا خیمہ نما ہال بلوچی طرز سے انتہائی خوبصورتی کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے۔ مقامی لوگ شادی وغیرہ کی تقریبات کیلئے یہ جگہ بطور "شادی ہال" کے استعمال کرتے ہیں۔ براسان بلوچی زبان میں بھائیوں کو کہتے ہیں۔ یہ تفریحی مقام بھی دو بلوچی بھائیوں حاجی امین اور حاجی وحید کی ملکیت ہے۔ اس خیمہ نما ہال کو بلوچی ثقافت کے مطابق عمدہ کاری گری سے مزین کیا گیا تھا۔ جابجا روشنی کے استعمال کیلئے قدیم انداز سے لالٹینیں بھی آویزاں نظر آئیں۔ ہم جب اس تفریح گاہ کے مین گیٹ پر پہنچے تو اسکے دونوں مالکان پہلے سے منتظر ہمارے استقبال کیلئے گاڑی کی طرف لپکے۔ علماء کی آمد پر ان کی دلی خوشی کے آثار انکے چہروں اور پیشانیوں پر نمایاں تھے۔ کچھ مقامی علماء جو یہاں مدعو تھے وہ ہم سے پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔

بلوچستان کے نائب رہبر' گورنر اور پاکستانی قونصلروں سے ملاقات: اہل تشیع کے نائب رہبر بلوچستان آقائے سلیمانی اور حکومتی گورنر محمد حسین امینی بھی ہمارے ساتھ ہی پہنچے۔ معانقہ و ملاقات کے بعد آقائے سلیمانی نے مولانا سمیع الحق کو کہا کہ میں نے آپ کی تقریر سنی موجودہ حالات اور تقاضوں کے متعلق نہایت عمدہ تھی۔ اس نے پاکستان اور ایران کے تعلقات سے متعلق کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تعلقات اور بھی بڑھے اور اس سلسلے میں ایران پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے بعض سرحدی علاقوں کو بجلی فراہم کرر ہا ہے۔ اس دوران پاکستان کی طرف سے تعینات قونصلر محمود خان اور معاون قونصلر بھی یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے لیٹ پہنچنے پر معذرت کی۔ مولانا صاحب نے انہیں کہا کہ آپ تو یہاں میزبان ہیں اور کہا کہ پوری ملت مسلمہ کی اخوت ضروری ہے لیکن خصوصاً پاکستان اور ایران پڑوسی ہونے کے ناطے زیادہ قریب ہونے چاہئیں۔ مزید یہ کہ فارسی زبان سے بھی ہمارا گہرا ربط و تعلق ہے۔ علم دین کا ایک بہت بڑا ذخیرہ فارسی زبان میں ہے۔ مجدد الف ثانیؒ ' شاہ ولی اللہؒ شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ محمد اسحاقؒ کے توسط سے ہمیں علم کا زیادہ حصہ فارسی میں پہنچا۔ انگریز نے کافی کوششیں کیں کہ فارسی سے ہمارا تعلق کٹ جائے لیکن الحمدللہ وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مقامی گورنر انجینئر محمد حسین امینی نے ہمیں کھانے کی دعوت دی۔ تو مولانا صاحب نے کہا کہ ہمیں ایئرپورٹ سے ہی آپ کی محبت' قدرشناسی اور مہمان نوازی کے آثار دکھائی دیئے۔ نائب رہبر سلیمانی صاحب نے کہا کہ آپ کے تو گوناگوں حقوق ہیں ایک طرف تو آپ مہمان ہیں تو دوسری طرف پڑوسی اور تیسری طرف علماء ہیں۔ میں نے پاکستانی قونصلر سے پوچھا کہ یہاں کتنے قونصلیٹ ہیں تو انہوں نے بتایا کہ ایران میں دو پاکستانی قونصلیٹ قائم ہیں۔ پہلا مشہد اور دوسرا زاہدان میں۔ ان مقامات کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ مشہد میں پاکستانی زیادہ ہیں اور زاہدان میں زیادہ تر کاروبار کی وجہ سے لوگوں کا آنا جانا رہتا ہے۔ میں نے معلومات کیلئے مزید سوال کیا کہ پاکستانی بارڈر کتنے فاصلے پر ہے تو بتایا گیا کہ زاہدان سے بچاسی کلومیٹر کے فاصلہ پر تفتان بارڈر واقع ہے۔ یہاں خوردونوش سے فراغت پانے کے بعد مولانا عبدالحمید صاحب کے مکان کو واپسی ہوئی۔ مولانا سمیع الحق کیلئے مولانا

عبدالحمید صاحب نے خصوصی طور پر اپنا مکان خالی کیا تھا۔

علماء سے ملاقاتیں: بروز پیر ۱۰ مئی ۲۰۰۴ء نماز فجر با جماعت ادا کرنے کے بعد مختلف علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جن میں مولانا یوسف مؤسس مدرسہ عین العلوم سراوان، مولانا خالد، مولانا عبدالخالق جنہوں نے معارف القرآن (مولانا مفتی شفیعؒ) کا فارسی ترجمہ کیا۔ موصوف نے اس کے علاوہ حجۃ اللہ البالغۃ پر بھی فارسی میں کام کیا ہے، مولانا عثمان مہتمم مدینۃ العلوم خاش، مولانا عبدالرحمٰن تلمیذ حضرت بنوریؒ، اور دیگر کئی علماء شامل تھے۔ مولانا سمیع الحق نے ان علماء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمیں آپ کے پاس آنا چاہیے تھا ہم اس پر آپ کے احسان مند ہیں۔

نائب رہبر حجۃ الاسلام سلیمانی کے ہاں ناشتہ: صبح ۸ بجے حسب پروگرام ناشتے کیلئے نائب رہبر حجۃ الاسلام سلیمانی کے ہاں جانا ہوا۔ انکے مکان کے بالائی حصے پر ناشتے کا انتظام کیا گیا تھا۔ جس میں بلوچستان کی فوج اور پولیس کے سربراہوں کے علاوہ بعض مقامی سرکردہ شیعہ علماء بھی مدعو تھے۔ اس مجلس میں مختلف امور پر تبادلہ خیال بھی ہوا۔ آخر میں میزبان موصوف نے چمڑے پر چار قل (سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس) کا خوبصورت پورٹریٹ بھی مہمانوں کو ہدیۃً دیا۔ اسکے بعد مولانا عبدالحمید ہمیں زاہدان شہر دکھانے کیلئے لئے گئے۔

تبلیغی مرکز زاہدان میں: تبلیغی مرکز زاہدان بھی گئے۔ یہ مرکز ایران کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اسوقت وہاں سوات کی ایک جماعت مصروف تعلیم تھی۔ اس مرکز کے شوریٰ کے سربراہ حاجی عبدالرؤف صاحب کی تشکیل چونکہ ترکی کو ہوئی تھی، اسلئے انکے نائب اور شوریٰ کے ممبر جناب مولانا عبدالعزیز نے ہمارا استقبال کیا۔ یہاں مولانا عبدالحمید نے مولانا الیاسؒ کا یہ مشہور واقعہ بھی سنایا کہ جب انہوں نے ابتداء میں تبلیغی کام شروع کیا تو وہ مختلف امور میں مشاورت کیلئے مولانا مفتی کفایت اللہؒ کے پاس جامعہ امینیہ دہلی آتے تھے۔ اسی زمانے میں دارالعلوم زاہدان کے مؤسس اور سابق مہتمم مولانا عبدالعزیزؒ وہاں پڑھتے تھے۔ ایک موقع پر مولانا الیاسؒ نے مولانا عبدالعزیزؒ کو کہا کہ ان شاءاللہ جب تبلیغ والے ایران آئے تو انکی نصرت اور معاونت کرنا۔ مولانا عبدالعزیزؒ نے اس زمانے کے حالات کو مدنظر رکھ کر کہا کہ تبلیغ والوں کو تو لوگ بستی نظام الدین میں نہیں چھوڑتے ہیں تو ایران تک کیسے پہنچیں گے؟ وقت گزرتا گیا مولانا عبدالعزیز فارغ ہو کر ایران چلے گئے۔ ۵۱ء یا ۵۲ء کی بات ہے جب پہلی تبلیغی جماعت ایران کے شہر زاہدان پہنچی تو مولانا عبدالعزیزؒ کے پاس مقامی لوگ آئے اور کہا کہ کچھ لوگ بسترے اٹھائے دعوت و تبلیغ کیلئے مسجد میں آئے ہیں۔ اس پر مولانا عبدالعزیزؒ کو طالب علمی کے زمانہ کی وہ بات جو مولانا الیاسؒ نے اس وقت کہی تھی یاد آئی اس پر فوراً دوڑتے ہوئے، انکے خوش آمدید کیلئے مسجد پہنچے۔ آج الحمدللہ ایران میں یومیہ درجنوں جماعتوں کی تشکیل ہوتی ہیں۔

عیدگاہ زاہدان اور مساجد کی تعداد: پھر زاہدان کا وسیع وعریض عیدگاہ بھی دکھائی گئی جسمیں تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد بیک وقت نماز عید ادا کرتے ہیں، مولانا عبدالحمید صاحب ہی اسکی خطابت و امامت انجام دیتے ہیں، میں نے

مولانا عبدالحمید سے پوچھا کہ زاہدان میں مساجد کی تعداد کتنی ہے تو انہوں نے بتایا کہ تقریباً ۲۲۵ ہے انمیں بیس (۲۰) مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھائی جاتی ہےبعد میں مختلف شاہراؤں اور بازاروں سے بھی گزر ہوا اور پھر ہم دوبارہ دارالعلوم زاہدان پہنچے۔

مفتی قاسم سے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت پر تبادلہ خیال: یہاں مفتی قاسم صاحب سے تفصیلی تعارف اور تبادلہ خیال ہوا۔ موصوف مدرسہ کے مفتی ہونے کیساتھ ساتھ صاحب ذوق قلم کار بھی ہیں۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے خاص شیدائی ہیں۔ اسی بنیاد پر انہوں نے علی میاںؒ کی کئی کتابوں کا ترجمہ بھی فارسی زبان میں کیا ہے۔ دورۂ ایران میں خاص طور پر یہ بات بھی سامنے آئی کہ یہاں کے علماء تصنیف وتالیف کا خاص ذوق رکھتے ہیں۔ جس عالم دین سے بھی ملاقات ہوئی وہ کسی نہ کسی کتاب کا مصنف' مؤلف یا مترجم تو ضرور تھا۔ مفتی قاسم نے اپنی گفتگو میں احقر کو بتایا کہ یہاں کالج ویونیورسٹی کے طلباء کی تربیت پر خاص توجہ نہیں' اس لئے ہم نے کچھ عرصہ قبل ایسے طلباء کو جمع کیا اور ان کو خاص ان کے ذہنی معیار کے مطابق دروس دیئے گئے۔ اور پھر انہیں حضرت علی میاںؒ کی کتابیں دیں۔ میں نے کہا کہ ہمارے ہاں پاکستان میں بھی اس سلسلے میں کافی سستی نظر آتی ہے اور عملاً ایسے نوجوانوں کی تربیت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اگر تبلیغی جماعت نہ ہوتی تو پھر تو قصہ زیادہ خراب ہوتا۔ کوئی ایسی ترتیب بنی چاہیے کہ ایسے لوگوں کو ماہانہ درس دیا جائے۔ مفتی قاسم نے رخصت ہوتے وقت ہمیں اپنی قیمتی تالیفات سے بھی نوازا۔

تہران واپسی زاہدان کے ہوائی اڈے تک درجنوں علماء ہمیں الوداع اور رخصت کرنے کیلئے آئے۔ ظہر کے وقت زاہدان سے بذریعہ جہاز تہران واپسی ہوئی۔

معرض کتاب: تہران میں ہر سال دنیا بھر کی مطبوعات کی سیل لگتی ہے۔ جسے وہاں معرض کتاب کہتے ہیں۔ اتفاقاً وہ انہی دنوں میں تھی۔ ہم اسے دیکھنے کیلئے بھی گئے۔ جہاں بڑے بڑے ناشرین کتب جیسے انتشارات فاروق اعظم' انتشارات صدیقی' انتشارات شیخ الاسلام احمد جامؒ کے مالکان مولانا عبدالمجید مرادزہی اور مولانا فقیر محمد اور مولانا سرور جامی صاحبان نے ہمیں اپنی اپنی مطبوعات سے خصوصی طور پر نوازا۔ ہوائی سفر کی بدولت ہم نے کتب کا بہت بڑا ذخیرہ یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ ان کا لے جانا ممکن نہ ہوگا۔ بہرحال ان حضرات کے اخلاص ومحبت وعقیدت کی کوئی حد نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ معرض سے بزرگ آزادی ہوٹل واپسی ہوئی۔

دورۂ مشہد: رات دس بجے کے قریب ایرانی ائیر لائن کی فلائٹ سے مشہد جانا ہوا۔ مشہد صوبہ خراسان کا صدر مقام ہے۔ اس یک روزہ دورے میں مدرسہ تعلیم القرآن شورک واقع برلب شارع سرخس کے ختم بخاری شریف میں شرکت کے علاوہ مرقد امام رضاؒ' مرقد ہارون الرشیدؒ' مرقد امام غزالیؒ مشہور شاعر ومصنف شاہنامہ فردوسی کے مرقد' امام رضا کمپلیکس اور مسجد گوہر شاد وغیرہ پر جانے کا موقع ملا۔ جس کا تفصیلی بیان دوسرے سفر ایران کے ضمن میں شروع کی اقساط

میں گزر چکا ہے۔اگلے دن شام کو ۱۱رمئی بروز منگل تہران واپسی ہوئی۔رات پرانے مسکن میں گزاری۔

کراچی واپسی: آج ہماری واپسی تھی۔واپسی سے قبل حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ کے ایک افغانی معتقد کے ہاں ناشتہ کیا۔موصوف کا نام تو یاد نہیں بہر حال ان کا اخلاص و محبت کمال کی حد تک تھا۔انہوں نے اپنی محبت کی ایک ایک نشانی (ایرانی مصلیٰ) چلتے وقت ہمیں دی۔اور پھر اپنی گاڑی سے ایئر پورٹ تک پہنچایا۔ساڑھے نو بجے ہم تہران سے کراچی فلائٹ نمبر IR-812 سے روانہ ہوئے۔

قیام کراچی: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے کراچی سے اپنی مصروفیات کی بناء پر اسلام آباد جانا طے کیا۔جبکہ احقر اور حضرت مولانا حسن جان شہیدؒ نے دو روز تک کراچی میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا۔پاکستانی وقت کے مطابق تقریباً ایک بجے ہم کراچی ایئرپورٹ پر اترے۔پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت ہمیں لینے کیلئے حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان مدظلہ کے معتمد خاص مولانا منصور الرحمٰن صاحب ائیر پورٹ آئے تھے۔ہم نے جامعہ احسن العلوم کا رخ کیا جبکہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ متصل دوسری فلائٹ سے اسلام آباد روانہ ہوئے۔دوران قیام کراچی مولانا مفتی زرولی خان صاحب ہمیں اپنے سمندر کے کنارے نوتعمیر جامعہ احسن القاصد دکھانے لے گئے۔یہیں ناشتہ کے موقع پر مولانا عبدالرشید انصاری صاحب مدیر ماہنامہ ''نور علی نور'' اور حضرت مولانا فداالرحمٰن درخواستی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔شرکائے مجلس سے کراچی کے خونریز سیاسی حالات پر تبادلہ خیال ہوا۔بعد میں مولانا فداالرحمٰن درخواستی کے ہاں جامعہ انوار القرآن کراچی حاضر ہونے کا بھی موقع ملا۔جامعہ میں مولانا حسن جان شہیدؒ کا خصوصی خطاب ہوا۔جس میں انہوں نے دینی تعلیم کی اہمیت' مقام ومرتبہ اور قرآن حکیم کے اعجاز اور علوم کا سمندر ہونے پر تفصیلی دلائل دیئے۔

قیام کراچی کے دوران احقر کی سکونت ایک رات اپنے خالو مولانا یوسف خان صاحب جو مولانا مفتی زرولی خان صاحب کے بھانجے اور جامعہ احسن العلوم کے استاذ ہیں کے ہاں رہا اور دوسری رات دوسرے خالو جناب سہیل اقبال صاحب کے مکان واقع ڈیفنس میں رہنے کا اتفاق ہوا جبکہ مولانا حسن جان شہیدؒ مولانا مفتی زرولی خان صاحب کے مہمان خانہ میں مقیم رہے۔

اختتام سفر: کراچی کے اس دوروزہ کے بعد جمعہ کے روز ۱۴رمئی پی آئی اے کی فلائٹ 350 سے صبح نو بجے پشاور کیلئے روانگی ہوئی۔تقریباً بارہ بجے پشاور پہنچے' مولانا حسن جان شہیدؒ کے فرزند ہمیں لینے ایئرپورٹ آئے تھے۔خطابتِ جمعہ کے لئے مولانا حسن جان شہیدؒ درویش مسجد پشاور صدر پہنچے۔موصوف نے اپنا خطاب دورۂ ایران کے موضوع سے کیا۔جس میں ایران کے تفصیلی دورۂ کے حالات ذکر کئے۔نماز سے فراغت پر ان کے ہمراہ ظہرانہ کیا اور پھر احقر واپس اکوڑہ خٹک روانہ ہوا۔ آئبون تائبون لربنا حامدون۔